موت اور افلاس میں خیر کا پہلو

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِثْنَانِ یَکْرَهُهُمَا ابْنُ اٰدَمَ : یَکْرَهُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَیْرٌ لِّلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَیَکْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ وَقِلَّةُ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ)) (مسند احمد)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزیں ایسی ہیں جن کو آدمی ناپسند ہی کرتا ہے (حالانکہ ان میں اس کے لیے بڑی بہتری ہوتی ہے): ایک تو وہ موت کو نہیں پسند کرتا' حالانکہ موت اس کے لیے فتنہ سے بہتر ہے' اور دوسرے وہ مال کی کمی اور ناداری کو پسند نہیں کرتا' حالانکہ مال کی کمی آخرت کے حساب کو بہت مختصر اور ہلکا کرنے والی ہے''۔

یہ حقیقت ہے کہ ہر آدمی موت کو ناپسند کرتا ہے اور غربت اور افلاس سے گھبراتا ہے' حالانکہ موت انسان کو دنیا کے دکھوں' آزمائشوں اور پریشانیوں سے محفوظ کر دیتی ہے۔ اسی طرح مال و دولت کی کمی اگرچہ زندگی کو بے مزہ رکھتی ہے لیکن اگر انسان مشکل کا یہ وقت صبر و استقلال کی کیفیت اور شکر کے جذبات کے ساتھ گزار لیتا ہے تو آخرت میں وہ احتساب کے مرحلے سے جلد اور آسانی کے ساتھ فارغ ہو جائے گا۔

موت طبعی طور پر ہر شخص کو ناپسند ہے' کیونکہ موت دنیاوی زندگی کے خاتمے کا نام ہے۔ زندگی کے دوران انسان کئی طرح کے مشاغل میں مصروف ہوتا ہے۔ اس کی اپنے اہل و عیال' عزیز و اقارب اور دوست احباب کے ساتھ گہری اور فطری وابستگی ہوتی ہے' مگر موت ان سارے تعلقات کو یکسر معدوم کر دیتی ہے' لہٰذا انسان کو دنیاوی تعلقات کا چھوٹنا گوارا نہیں ہوتا۔ موت کا خوف انسان کو اس اعتبار سے بھی ہوتا ہے کہ اگلی زندگی میں پہلی منزل قبر کی ہوگی جہاں سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو جائے گا' پھر برزخی زندگی سے گزرنا ہوگا اور قیامت کے دن محاسبے کا سامنا کرنا ہوگا جہاں زندگی کے چھوٹے بڑے اعمال کی جواب دہی کرنا ہوگی

اور جواب دہی سے ہر کسی کو ڈر لگتا ہے۔

مگر موت کا خوش آئند پہلو یہ ہے کہ مرنے کے ساتھ ہی انسان زندگی کے لوازمات یعنی بیماری' دکھ' تکالیف' حادثات' صدمات' تفکرات اور پریشانیوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ دنیا میں انسان ہمہ وقت آزمائش میں ہے۔ قدم قدم پر جائز و ناجائز کی پابندیاں ہیں۔ لحہ بہ لحہ خواہشاتِ نفس برائی کی طرف دامن کھینچ رہی ہیں مگر موت اس فتنے اور آزمائش کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ حدیث میں دنیا کو مؤمن کے لیے قید خانہ کہا گیا ہے۔ گویا مؤمن کی موت قیدِ حیات سے رہائی کا مرحلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موت کو مؤمن کا تحفہ کہا جاتا ہے۔ مؤمن نے دنیا کی زندگی میں نیک اور صالح اعمال کیے ہوتے ہیں' اس کے یہ اچھے اعمال اُس کے لیے ذخیرۂ آخرت ہیں جن کا وہ ربّ ذوالجلال سے بھرپور بدلہ پائے گا۔ کیونکہ پروردگار کا ارشاد ہے کہ وہ کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ پس مؤمن نے اگر خلوصِ دل کے ساتھ اللہ کی عبادت کی ہوگی' زندگی میں نافرمانیوں سے بچتا رہا ہوگا' اللہ کی رضا والے کام کرتا رہا ہوگا اور برائیوں سے حتی الوسع دور رہا ہوگا تو اُسے جنت کی بشارت موت کے وقت متبسم رکھے گی۔ موت اسے گویا لقاءِ الٰہی کا موقع فراہم کر رہی ہے۔ وہ اس پروردگار سے ملاقات کرنے والا ہے جسے اس نے دنیا میں راضی رکھنے کی کوشش کی ہے اور اُس کی ناراضی سے بچتا رہا ہے۔ یوں اس نے اپنے پروردگار کے ساتھ اچھی شناسائی پیدا کی ہوئی ہے۔ تو اب موت اُس کے لیے کسی صدمے اور پریشانی کا باعث کیوں ہوگی! علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

نشانِ مردِ مؤمن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

''میں تجھے مردِ مؤمن کی نشانی بتاتا ہوں۔ جب اسے موت آتی ہے تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ ہوتی ہے''۔ (اے اللہ ہم ایسی موت کی تمنا کرتے ہیں!)

دوسری چیز جس کو آدمی پسند نہیں کرتا' وہ مفلسی اور ناداری ہے۔ کیونکہ مفلس آدمی دنیا کی آسائشوں سے محروم رہتا ہے' اسے خوشحالی کی زندگی میسر نہیں ہوتی۔ مال و دولت کی کمی کی وجہ سے وہ دنیا کی نعمتیں حاصل نہیں کر سکتا۔ اسے تنگی اور عسرت کے ساتھ وقت گزارنا پڑتا ہے۔ وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضرورتیں پوری نہیں کر سکتا۔ اس کا دل چاہتا ہے کہ دوسرے لوگوں کی طرح اس کے پاس بھی راحت و آرام کے سارے سامان موجود ہوں' مگر اس کی یہ خواہش پوری نہیں ہوتی۔ یوں غریب آدمی اس راحت و آرام سے عاری زندگی

سے خوش نہیں ہوتا۔ مگر اس میں خیر کا پہلو بھی ہے' اور وہ یہ کہ مال و دولت کے ساتھ جہاں آدمی اپنی زندگی میں سہولتیں اور آسائشیں حاصل کر لیتا ہے وہاں اسی دولت کے بل بوتے پر بڑے بڑے گناہ بھی کر بیٹھتا ہے۔ دولت مند آدمی اسراف اور تبذیر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مال کی محبت دوسروں کی حق تلفی کا سبب بنتی ہے۔ جہاں جہاں مال و دولت خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں اسے خرچ کرنا گوارا نہیں ہوتا۔ وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا' فی سبیل اللہ خرچ نہیں کرتا' قریبی رشتہ داروں' ناداروں اور مستحقین کی مدد نہیں کرتا۔ اس طرح وہ اللہ کے دیے ہوئے مال کو اللہ کی رضا اور مرضی کے مطابق خرچ نہیں کر پاتا اور اپنے پروردگار کو ناراض کر بیٹھتا ہے۔ روزِ حساب مال و دولت کے بارے میں جب ایسے شخص سے باز پُرس ہو گی تو وہ قصور وار ٹھہرے گا۔ جتنا زیادہ مال دار ہو گا اُس کا اتنا ہی لمبا چوڑا حساب ہو گا۔ اور جب ذرے ذرے کا حساب ہوا تو کون ایسا ہو گا جو اپنی دولت کا حساب دے سکے گا۔ مگر غریب اور مفلس اس بہت بڑے محاسبے سے بچ جائے گا۔ جب اس کے پاس ضروریاتِ زندگی کے لیے ہی مال نہ تھا تو وہ فضول خرچی سے خود بخود بچ گیا۔ جب وہ خود مستحقین میں شامل ہو گا تو حج اور زکوٰۃ کے بارے میں اُس سے سوال ہی نہیں ہو گا۔ یوں یہ مفلس و نادار اگر صبر کے ساتھ زندگی گزارنے میں کامیاب ہو گیا' کمائی کے ناجائز ذرائع کے قریب نہ گیا تو وہ حساب کے مرحلے سے آسانی کے ساتھ گزر جائے گا جو بہت بڑی کامیابی ہے۔

مال و دولت بہت بڑا فتنہ ہے جس سے کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہونا آسان کام نہیں۔ اسی لیے انبیاء اور صالحین نے دولت کی تمنا نہیں کی۔ انہوں نے عسرت کی زندگی کو خوشحالی کی زندگی پر ترجیح دی۔ خود رسول اللہ ﷺ نے فقر و فاقہ کی زندگی پسند کی' جس میں مفلس و نادار لوگوں کے لیے بہت بڑی تسلی ہے۔ آپ کا یہ فقر اختیاری تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اُس نے کہا اے محمد! آپؐ کے ربّ آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اگر آپ چاہیں تو مکہ کے پتھریلے میدان آپ کے لیے سونا بنا دوں۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں حضور ﷺ نے آسمان کی طرف منہ کر کے عرض کیا نہیں۔ اے میرا ربّ میں یہ نہیں چاہتا۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن سیر ہو کر کھاؤں تاکہ آپ کا شکر اور تعریف کروں' اور ایک دن بھوکا رہوں تاکہ آپ سے مانگوں۔ (حیات الصحابۃ' حصہ دوم)

غربت اور افلاس کے ساتھ شکوہ و شکایت اور بے صبری نہ ہو تو ایسا فقر و فاقہ بہت بڑی

سعادت ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو راضی برضا رہتے ہوئے زندگی گزار رہے ہیں اور لذائذ حیات کے حصول کی خاطر ناجائز ذرائع اختیار نہیں کرتے۔

پس جس شخص نے زندگی میں اعمال صالحہ کے لیے اور منکرات سے بچنا موت اس کے لیے بڑی نعمت ہے کہ ایک طرف وہ دنیا کی مشقت اور آزمائش سے فارغ ہوا اور دوسری طرف وہ آنے والی زندگی میں کامیاب ٹھہرا۔ اسی طرح جس شخص پر عسرت و غربت طاری رہی زندگی مشقت اور بدحالی میں گزاری مگر وہ حرف شکایت لب پر نہیں لایا بلکہ صبر اور شکر کی تصویر بنا رہا۔ تو اُسی کے لیے یہ فقر و فاقہ واقعی ایک نعمت سے کم نہیں۔ ☆ ☆ ☆

اسلامی موضوعات پر اردو سائنس بورڈ کی کتابیں

(1) اسلام اور تزکیہ نفس — تحریر: ڈاکٹر محمد امین

انسانی شخصیت کی متوازن تعمیر اور بحالی کے حوالے سے اسلامی تصورات اور مغربی نفسیات کا تقابلی مطالعہ۔ اسلامی نفسیات کو سائنسی بنیادوں پر تعمیر کرنے میں معاون پی ایچ ڈی مقالہ

قیمت: 1000 روپے

(2) تاریخ اسلام: ایک نظر میں — تحریر: جمیل یوسف

اسلامی تاریخ پر ایک مجمل اور طائرانہ نظر، دلچسپ اور رواں انداز بیان

قیمت: 80 روپے

(3) سیر الاولیاء — ترجمہ: اعجاز الحق قدوسی

امیر خورد کی تاریخی تصنیف۔ اولیاء کرام کے بارے میں جامع کتاب

قیمت: 450 روپے

(4) بلوغ الارب — ترجمہ: ڈاکٹر پیر محمد حسن

سرزمین عرب کی قدیم تاریخ پر محمود شکری آلوسی کی تاریخی کتاب کا خوبصورت ترجمہ۔ تاریخ عرب پر تحقیق کرنے والوں کے لیے نایاب تحفہ۔

قیمت مکمل سیٹ (چار جلد): 1000 روپے

اردو سائنس بورڈ (وزارتِ تعلیم، حکومت پاکستان)

صدر دفتر: 299۔ اپر مال لاہور۔ فون: 5754498-5758475 فیکس: 5754281

برانچ آفسز: ○ سویکارنو سکوائر، خیبر بازار، پشاور، فون اور فیکس 091-253257

○ منظور چیمبرز، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد (سندھ) فون اور فیکس: 0221-9200070